حیات کیلئے ''پھونک'' ضروری ہے

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا وَرُوحٌ مِّنۡهُ ۖ ''اور اللہ کی جانب سے پھونکی ہوئی ایک روح تھے''۔

وَٱلَّتِىٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلۡنَـٰهَا وَٱبۡنَهَآ ءَايَةً لِّلۡعَـٰلَمِينَ ٩١

''اور وہ عورت (سیدہ مریم) جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی۔ اس لئے ہم نے اپنی روح میں سے اس عورت میں پھونک دیا (عیسیٰ ابن مریم کو) اور انہیں اور ان کے بیٹے کو جہاں والوں کیلئے ایک نشانی بنا دیا''

وَمَرۡيَمَ ٱبۡنَتَ عِمۡرَٰنَ ٱلَّتِيٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا

''اور مریم (صدیقہ)، عمران کی بیٹی، جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی،

اس لئے ہم نے اس (کے بیٹے میں) اپنی روح میں سے پھونک دیا'' (حوالہ التحریم ۔۱۲)

''فَنفَخۡنَا فِيهَا '' اور'' فَنفَخۡنَا فِيهِ ''میں ضمیر ''ھا'' واحد مؤنث، سیدہ مریم کیلئے ہے جن کے جسد مبارک میں وَرُوحٌ مِّنۡهُ

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو پھونکا گیا تھا۔ اور ضمیر ''ہ'' واحد مذکر عیسیٰ علیہ السلام (امر مقضیا) کیلئے ہے۔ جس کو وجود دینے کیلئے روح کو پھونکا گیا

انسانی ادراک کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا ابھی کہیں وجود بھی نہیں تھا کہ ملائکہ نے سیدہ مریم کو بتایا تھا کہ انہیں عورتوں میں سے چُن لیا گیا

ہے اور انہیں مسیح ابن مریم کی خوشخبری راطلاع دی تھی۔ اور ان کے استفسار، تعجب پر اس تعجب خیز تخلیق کے متعلق بتایا تھا

إِذَا قَضَىٰٓ أَمۡرٗا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ

''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''وجود پذیر ہوجا، اور وہ ہوجاتا ہے'' (حوالہ آل عمران ۔۴۷)

اور پھر بعد میں شریف النفس مرد کے طور پر دکھائی دینے والے پیامبر نے انہیں بیٹے کی خوشخبری دیتے ہوئے بتایا تھا

وَكَانَ أَمۡرٗا مَّقۡضِيّٗا

''اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ (امر) ہے'' (حوالہ مریم ۔۲۱)

کائنات میں ہر شئے کا وجود ایک ارادے کی موجودگی پر مطلع کرتا ہے۔ ارادہ ہستی کا ہوتا ہے۔ اس طرح کائنات کی ہر شئے

ایک ہستی کے وجود کی شہادت دیتی ہے۔ منشاء اور ارادہ تخلیق کا سبب ہے اور نتیجہ وجودِ شئے ہے۔ أَمۡرُ ارادے کے بعد کا مرحلہ ہے۔

إِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَيۡءٍ إِذَآ أَرَدۡنَٰهُ أَن نَّقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝٤٠ (النحل ۔۴۰)

''ہمارا قول تو کسی شئے کیلئے جب ہم اس کا ارادہ کر لیتے ہیں صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کیلئے کہہ دیتے ہیں ''ہوجا'' اور وہ ہوجاتا ہے''

إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝٨٢

''جب وہ کسی شئے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کیلئے کہتا ہے ''ہوجا'' اور وہ ہوجاتا ہے'' (یٰس ۔۸۲)

إِذَا ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ ماضی کیلئے بھی آتا ہے۔ یہ شرط کے مفہوم میں آتا ہے۔ جب ارادہ بنتا ہے تو

شئے کو وجود پذیر ہونے کیلئے کہہ، حکم دیا جاتا ہے اور شئے وجود پذیر ہوجاتی ہے۔ حکم وہ ہوتا ہے جس کی تعمیل ہو

وَكَانَ أَمۡرُ ٱللَّهِ مَفۡعُولًا ''اور (یاد رکھو) اللہ کا حکم (امر) ہمیشہ نافذ ہو کر رہتا ہے'' (حوالہ النساء ۔۴۷، الاحزاب ۔۳۷)

حکم کام یا بات، معاملات، کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے ہوتا ہے۔اور حکم معاملات میں فیصلے کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔اور فیصلہ کن حیثیت اختیار ہے۔ أَمْرُ میں یہ تمام معنی شامل ہیں بَل لِّلَّهِ ٱلْأَمْرُ جَمِيعًا ''مگر تمام کے تمام معاملے اللہ کے اختیار میں ہیں'' (حوالہ الرعد۔۳۱) قُلْ إِنَّ ٱلْأَمْرَ كُلَّهُۥ لِلَّهِ ''آپ (علیہ السلام) کہہ دیں''معاملہ سب اللہ کے اختیار میں ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۵۴) إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝ ''جب وہ کسی بات، تخلیق، معاملے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے'وجود پذیر ہو جا'اور وہ ہو جاتا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۱۷، آلِ عمران۔۴۷، مریم۔۳۵، غافر۔۶۸)۔اور أَمْرُ تخلیق کے بعد کا مرحلہ بھی ہے۔ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ''سنو! تخلیق کرنا اور حکم دینا اسی کیلئے ہے'' (حوالہ الاعراف۔۵۴)۔ کائنات کی کوئی شئے، معاملہ تقدیر نہیں بدل سکتا وَٱللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰٓ أَمْرِهِۦ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ''اور اللہ اپنے فیصلے، معاملے، حکم پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اور سمجھتے)'' (حوالہ سورۃ یوسف۔۲۱)۔اپنے أَمْرُ پر غالب ہونا ایک صلاحیت ہے، صفت ہے، قوت ہے اور یہ صلاحیت، صفت، قوت، غلبہ اشیاء اور معاملات کو پیمانوں میں کر دیتی ہے اس لئے وہ ہستی قَدِيرٌ، قَادِرٌ ہے۔ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ ''یقیناً اللہ ہر شئے پر قادر ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۰، ۱۰۹، ۱۴۸، آلِ عمران۔۱۶۵، النحل۔۷۷، النور۔۴۵، العنکبوت۔۲۰، فاطر۔۱)۔

قرآنِ مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام جیسا نہیں کہا بلکہ بتایا کہ ان دونوں کی تخلیق میں مماثلت کا پہلو ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝٥٩

''بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے

اسے اس نے مٹی سے (بشر) بنایا بعد ازاں اسے کہا''وجود پذیر ہو جا''اور وہ ہو گیا'' (آلِ عمران۔۵۹)

اور عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق سیدہ مریم کو واضح کیا گیا تھا إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝ ''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے''وجود پذیر ہو جا، اور وہ ہو جاتا ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۴۷)۔اور انہیں مسیح ابن مریم کے متعلق بتا دیا گیا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ''اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ (امر) ہے'' (حوالہ مریم۔۲۱)۔

آدم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق میں فرق یہ ہے کہ ایک کو پہلے مٹی سے بشر بنایا گیا، ایک شئے وجود پذیر ہو گئی، ارادہ جزوی طور پر عیاں ہو گیا تو بعد ازاں (ثُمَّ) کہا گیا کن فیکون۔لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ وہ پہلے سے طے شدہ امر تھا اور جب اس امر کا

وقت آیا تو انہیں وجود پذیر ہونے کیلئے کہہ دیا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام بنی آدم نہیں۔ آدم کی نسل نہیں۔ وہ صرف ابن مریم اور اللہ تعالیٰ کے بندے، نبی اور رسول تھے۔ آدم علیہ السلام نفس واحدہ سبب بنے ایک نئے وجود کا۔ نتیجہ وجود عورت اور وجودِ عیسیٰ علیہ السلام نتیجہ نفس واحدہ سیدہ مریم صدیقہ کا۔ سبحان اللہ! مرد وزن میں سے کوئی یہ گمان نہ کر سکے کہ دوسرے کا وجود اس کا مرہون منت ہے۔ آدم علیہ السلام جسمانی اور ذہنی وفکری بلوغت کے ساتھ وجود پذیر کئے گئے۔ سیدہ مریم صدیقہ نے جسمانی طور پر تو ایک طفل کو جنم دیا لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اوپر بیان کردہ گود میں ماں کی قوم کے اکابرین سے خطاب ان کی ذہنی اور فکری بلوغت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ذَٰلِكَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ ٱلْحَقِّ ٱلَّذِى فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾

''یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم۔ ثابت ہو چکا وہ قول، وعدہ (وہ حقیقتِ عیاں) جس میں لوگ شک وتردد کرتے ہیں۔

مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَـٰنَهُۥٓ ۚ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾

اللہ کیلئے مناسب نہیں کہ کسی کو بھی بیٹا بنائے، وہ (ان چیزوں سے بلند) پاک ہے۔

جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کیلئے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''ہوجا'' اور وہ ہو جاتا ہے۔ (مریم۔۳۴۔۳۵)

وَإِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَـٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ (مریم۔۳۶)

(یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم جنہوں نے کہا تھا) ''اور بیشک اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی سو اسی کی بندگی کرو یہی سیدھا راستہ ہے''

مادے **(Matter)** اور حیات کی تخلیق میں فرق کیا ہے؟

بَدِيعُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ

''وہ آسمانوں اور زمین کا عدم سے تخلیق کرنے والا ہے

وَإِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝

''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''وجود پذیر ہوجا، اور وہ ہوجاتا ہے'' (البقرۃ۔۱۱۷)

بَدِيعُ کا مادہ ''ب د ع'' ہے۔ وہ کام جو پہلے پہل ہوا ہو اور اس سے پہلے اسکی مثال موجود نہ ہو (ابن فارس)۔ وہ نئی رسی جسے پہلی بار نئے ریشے سے بٹا گیا ہو۔ نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ جن الفاظ میں باء کے ساتھ دال آئے ان میں ایجاد اور ظہور کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔ راغب نے کہا ہے کہ اس کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی کی تقلید کے ازخود پیدا کرنا ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کیلئے بولا جائے تو اس کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی آلہ بغیر مادہ اور بغیر زمان ومکان کے ایجاد کرنا ہوتے ہیں **(Originator)**۔

آدم علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ انہیں مٹی سے تخلیق کیا گیا تھا، مٹی سے بشر بنا تھا اور فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ ''پھر جب میں اس بشر کو سنوار لوں''۔ اور نسل انسانی کی تخلیق کے متعلق بتایا

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾

''بعدازاں اسے مانند عَلَقَةً بنایا، پھر اللہ نے اسے خلق کیا، پھر سنوارا'' (القیامة۔۳۸)

ٱلَّذِى خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾

''جس نے تخلیق کیا اور سنوارا'' (سورۃ الاعلیٰ۔۲)

ثُمَّ أَنشَأْنَـٰهُ خَلْقًا ءَاخَرَ ۚ ٥

(اور تخلیق کے مختلف مدارج رمراحل میں سے گزار کر) ''بعدازاں اسے ایک دوسری بناوٹ میں اٹھا کھڑا کیا''

فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَـٰلِقِينَ ٥

اس لئے اللہ کو ثبات ہے، بہترین تخلیق کرنے والا!'' (حوالہ المومنون۔۱۴)

اول انسان اور نسل انسانی کے تخلیقی مادہ، شئے میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ حیات کی تخلیق کیلئے مٹی (سڑاند)، حرارت اور نمی تین بنیادی مادی عناصر ہیں۔ اللہ تعالی نے طین سے بشر بنایا پھر اس بشر کو سنوارا۔ اور سنوارے جانے کے بعد بھی وہ بشر محض (ٱلْمَيِّتِ، مَيْتًا) مادہ تھا۔ لیکن حیات اس وقت جنم لیتی ہے، آدم وجود میں اس وقت آتا ہے جب ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والا حیات عطا کرے۔ اور حیات کیسے عطا ہوتی ہے؟

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَـٰجِدِينَ ﴿٢٩﴾ (الحجر۔۲۹)

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَـٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ (سورۃ ص۔۷۲)

''تو جب میں اس کو سنوار لوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو تم اس (آدم) کے لئے سجدہ بجالانا''

وَبَدَأَ خَلْقَ ٱلْإِنسَـٰنِ مِن طِينٍ

''اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی''

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُۥ مِن سُلَـٰلَةٍ مِّن مَّآءٍ مَّهِينٍ ﴿٨﴾

''بعدازاں اس کی نسل کو کمزور اور حقیر پانی میں سے (نرمی اور خفیہ طور پر نکالے ہوئے) جوہر (نطفہ) سے بنایا

ثُمَّ سَوَّىٰهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِۦ

پھر بعدازاں اس کوسنوارااوراس میں اپنی طرف سے روح پھونکی'' (حوالہ السجدہ۔۷۔۹)

آدم علیہ السلام اوران کی نسل کی حیات غیر شئے سے تخلیق نہیں ہوتی لیکن یہ وجود جبھی لیتی ہے جب اس شئے میں کچھ ''پھونکا'' جاتا ہے۔

لیکن عیسیٰ علیہ السلام اولادآدم نہیں، بنی آدم نہیں، نسل آدم نہیں، بلکہ عدم سے براہ راست تخلیق ہیں اس لئے وَرُوحٌ مِّنْهُ ہیں

وَٱلَّتِىٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَٰهَا وَٱبْنَهَآ ءَايَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿٩١﴾

''اور وہ عورت (سیدہ مریم) جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی۔ اس لئے ہم نے اپنی روح میں سے اس عورت میں پھونک دیا

(عیسیٰ ابن مریم کو) اورانہیں اوران کے بیٹے کو جہاں والوں کیلئے ایک نشانی بنادیا''

وَمَرْيَمَ ٱبْنَتَ عِمْرَٰنَ ٱلَّتِىٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا

''اور مریم (صدیقہ)، عمران کی بیٹی، جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی،

اس لئے ہم نے اس (کے بیٹے) میں اپنی روح میں سے پھونک دیا'' (حوالہ التحریم۔۱۲)

قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق دومرتبہ ''روح میں سے پھونکنے'' کا بتایا گیا ہےاور عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق بھی دومرتبہ ''روح میں سے پھونکنے'' کا ذکر فرمایا۔سبحان اللہ! قرآنِ مجید بیانِ حقیقت ہے۔عیسیٰ علیہ لسلام مثل آدم ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام بھی طین (مٹی) سے پرندوں کی شکل کا ڈھانچہ تخلیق کرتے تھے فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ''پھر میں اس میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مٹی کے پتلے پرندے بن جاتے ہیں'' (حوالہ آلِ عمران۔۴۹اور المائدہ۔۱۱۰)۔

اور بعدازموت روز قیامت بھی حیات اس وقت اٹھ کھڑی ہوگی جب کچھ پھونکا جائے گا۔

وَنُفِخَ فِى ٱلصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ ٱلْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾

''اور صور (دوسری بار) پھونک دیا جائے گا تو پھر وہ قبروں میں سے اٹھ کراپنے رب کی طرف تیز تیز چل پڑیں گے'' (یٰس۔۵۱)

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ٥

''بعدازاں صور میں دوسری رآخری پھونک ماردی جائے گی تو وہ اٹھ کھڑے منتظر ہوں گے'' (الزمر۔۶۸)

يَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿١٨﴾

''جس دن (دوسرا) صور پھونکا جائے گا اورتم گروہ گروہ بن کر چلے آؤ گے'' (النباء۔۱۷۔۱۸)